

افادات: حضرت مولانا سید الحق مدظلہ
ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالنعمان حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

درس ترمذی شریف

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی السفۃ علی البنات : بیٹیوں پر خرچ کرنے کا بیان

گزشتہ اسحات میں عمومی طور پر اولاد کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت کی ترغیب دلائی گئی، جو لڑکوں اور لڑکیوں سب کو شامل ہے، لیکن اس تعلیم کے بعد تخصیص کے ساتھ بعض وہ روایات ذکر کی جاتی ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک، رحمت و شفقت کی ترغیب اور اس پر مرتب اجر و ثواب کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں، امام ترمذیؒ اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے لڑکیوں کو کھلانے پلانے اور پرورش کرنے ان کے ساتھ حسن معاشرت کو جہنم سے نجات اور دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے، کیونکہ لڑکیاں لڑکوں کی بہ نسبت زیادہ قابل رحم ہیں۔

حقوق نسواں کے بلند بانگ دعویٰ کرنے والے ذرا رحمۃ للعالمین ﷺ کے لائے ہوئے دین میں عورت کو دیئے گئے حقوق کا انصاف کی نظر سے مطالعہ کریں، تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا ہے، جو کسی بھی مذہب یا کسی قانون میں اس کو نہیں ملا، دور جاہلیت کے ظلم و ستم سے، دین اسلام نے عورت کو نجات دلائی۔
اسلام سے پہلے عورت پر روار کھے جانے والے مظالم کا اجمالی خاکہ:

زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت، مرد کے مملوک مال و متاع اور گھریلو استعمال کی چیزوں سے زائد نہ تھی، چوپاؤں کی طرح عورت کی بھی خرید و فروخت ہوتی رہتی تھی۔ عورت کو اپنے ماں باپ دادا اور دیگر رشتہ داروں کی میراث میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، بلکہ خود عورت میت کے دیگر اموال متروکہ کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی، قرآن کریم نے اس رسم کی تردید فرمائی اور اسے ناجائز و ممنوع قرار دے دیا: **وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرِهَا (النساء: ۱۹)**
ترجمہ: حلال نہیں تمہارے لئے کہ میراث میں لے لو عورتوں کو زبردستی سے۔

بسا اوقات باپ کا بڑا بیٹا (جو کہ دوسری عورت سے ہو) باپ کے مرنے کے بعد اس کی منکوحہ کے ساتھ نکاح کرتا تھا اس خیال سے کہ یہ باپ کی ترکہ کی ایک مخصوص چیز ہے جس کا بڑا بیٹا حقدار ہے قرآن کریم نے اس قبیح رسم پر پوری شدت سے پابندی لگائی اور تاقیامت اس کو ممنوع قرار دے دیا۔

ولا تنکحوا ما نکح ابواکم من النساء الا ما قد سلف انه کان فاحشة ومقتا
سواء سبیلاً (النساء ۲۲) ترجمہ: ”اور تم نکاح مت کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو۔ مگر جو بات گزر گئی ہے گزر گئی بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور کام ہے غضب کا اور بہت برا طریقہ ہے“
عورت کو اپنے نکاح اور شادی میں کسی قسم کا اختیار نہ تھا اس کے ولی اور سرپرست جس کے حوالے کر دیتا چارونا چاراسی کے پاس جانا پڑتا تھا یورپ کے بعض ممالک تو اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ عورت کو انسان تسلیم کرنے کیلئے بھی تیار نہ تھے عورت کی ملکیت کسی چیز پر بھی نہ ہوتی تھی اور برائے نام جو چیزیں اس کی ملکیت کھلاتی تھیں اس کو بھی باپ بھائی یا شوہر وغیرہ جہاں چاہتے اور جس طرح چاہتے خرچ کر ڈالتے تھے عورت کو پوچھنے کا بھی حق نہ ہوتا تھا۔
بعض لوگوں کا خیال تھا کہ عورت کو کوئی بھی قتل کر دے نہ تو اس پر قصاص واجب ہے نہ خون بہا۔ اور اگر شوہر مرجاتا تو بیوی کو بھی اس کی لاش کے ساتھ جلا کر سٹی کر دیا جاتا تھا۔

اور باپ کے لئے اپنی لڑکی کا قتل کرنا اور زندہ درگور کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث فخر و عزت سمجھا جاتا تھا قرآن حکیم نے اس قسم کی بہیمانہ حرکت پر قیامت کے دن کے عذاب کی دھمکی دی اور آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا کوئی سنگدل یہ نہ سمجھے کہ ہماری اولاد ہے ہم اس میں جو چاہیں تصرف کریں فرمایا: وان الموءودة سئلت ۵ بائ ۵ ذنب فقلت ۵ (التکویر: ۸-۹)
ترجمہ: ”اور جب زندہ گاڑ دی گئی بیٹی کے متعلق پوچھا جائے کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی؟“

عورت جس کے نکاح میں آ جاتی تو وہ اس کے جان و مال کا بھی اپنے آپ کو مالک سمجھتا تھا اور اس وجہ سے ازدواجی زندگی میں عورت پر گونا گوں مظالم روا رکھتا تھا اور اگر شوہر مر جاتا تو شوہر کے ورثہ اس کے مال کی طرح اس کی بیوی کے بھی مالک اور اختیار مند سمجھے جاتے تھے شوہر کا وارث اگر چاہتا تو بدون مہر اس کے ساتھ نکاح کر دیتا اور اگر پسند نہ ہو تو کسی دوسرے کو نکاح میں دلا کر مال وصول کر دیتا۔ غرض اس بیچاری مخلوق کے لئے کوئی بھی عقل و انصاف سے کام نہ لیتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور ان پر قرآن کریم نازل ہوا تو ان تمام مظالم کا خاتمہ کر دیا انسان کو انسانیت کی قدر سکھائی عورت کو عزت اور شرافت کا مقام عطا کیا عدل و انصاف پر مبنی قانون وراثت کا اعلان کیا جس میں عورت کو قریبی رشتہ داروں کے مال میں باقاعدہ طور پر حقدار ٹھہرایا گیا اور وہ اپنے نفس اور اپنے مال میں ہر قسم کے نز تصرف کرنے میں خود مختار قرار دی گئی عورت کے لئے روٹی کھانا مکان کی ذمہ داری شوہر پر ڈال دی گئی عام

حالات میں عورت کو بچوں کے اخراجات سے بلکہ خود اپنے ضروری اخراجات سے بھی سبکدوش قرار دیا گیا، شوہر بیوی کو خوش رکھنے کا اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا پابند بنایا گیا، شوہر ادائیگی حقوق میں کوتاہی کرے تو بذریعہ عدالت بیوی اپنا حق وصول کر سکتی ہے اور اگر شوہر محتج ہو (جو کہ باوجود قدرت کے بیوی کے حقوق نان و نفقہ ادا نہ کرتا ہو) تو شرعی ضوابط کے مطابق عورت اسلامی عدالت سے تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کر کے رہائی حاصل کر سکتی ہے۔ ادوار جاہلیت میں عورت پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام نے عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا ہے اور اس مظلوم کو پورا انصاف فراہم کیا۔

موجودہ جاہلیت آخری کافساد کا بھی سدباب: لیکن جس طرح اسلام نے عورت کو جاہلیت اولیٰ کے مظالم سے نجات دلائی اسی طرح جاہلیت آخریٰ میں رونما ہونے والے فسادات کا بھی سدباب کیا، جو کہ عورت کی بے مہار آزادی کے سبب پیدا ہو رہے ہیں۔ کیونکہ عورت کو مردوں کی نگرانی اور سیادت سے پوری طرح آزادی دینا معاشرے کی بربادی کا سب سے بڑا سبب ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے الرجال قوامون علی النساء: (الایۃ) فرما کر ان فسادات کو دفع کرنے کا سامان کیا، کہ مرد عورتوں پر حاکم اور ان کے نگران ہیں اور عورتوں پر مردوں کی یہ نگرانی مردوں، عورتوں اور پورے انسانی معاشرے کے لئے عین حکمت اور مصلحت ہے اس کو ظلم کہنا سب سے بڑا ظلم ہے امریکہ اور یورپ کی یہ مسلسل کوشش ہے کہ عورتوں کو مردوں کی سیادت اور نگرانی سے بالکل آزادی مل جائے اور ان کو بے مہار چھوڑ دیا جاوے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں فحاشی اور بے حیائی عام ہو گئی اور جاہلیت اولیٰ سے بڑھ کر دنیا میں قتل و خونریزی اور فسادات کا بازار گرم ہے۔ خواہشات کو حقوق قرار دیا جاتا ہے جو کہ سراسر غلطی ہے۔

مغربی معاشرہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے مغرب نے اپنے معاشرے کے اعتبار سے عورت کی صدیوں کی مظلومیت کے رد عمل میں اس کی آزادی کا جو فارمولہ پیش کیا ہے وہ غیر متوازن اور غیر فطری ہے اس میں مرد اور عورت کی خلقت اور صلاحیتوں کی فطری تقسیم کا لحاظ نہیں رکھا گیا اس وجہ سے مغرب کا خاندانی نظام درہم برہم ہو گیا ہے اور رشتوں کا تقدس پامال ہو کر رہ گیا۔ آج بھی مغرب کے معاشرے کو دیکھا جاوے تو معلوم ہو جائے گا کہ آج بھی وہاں عورت کی بے بسی اور مظلومیت قابل دید نہیں ہے کیونکہ مغرب نے عورت کے فطری فرائض میں مرد کو شریک کئے بغیر مرد کی ذمہ داریوں میں عورت کو حصہ دار بنادیا ہے، بچوں کو جنم دینے اور ان کی پرورش کرنے کی بلا شرکت غیر ذمہ داری کے ساتھ ساتھ بچوں کیلئے کما کر کھلانے کی ذمہ داری میں بھی عورت کو شریک قرار دیا ہے اور اس قسم کی ذمہ داریوں کو حقوق کا نام دیا ہے۔ اور مساوات مرد و زن کا خوش کن نعرہ لگا کر ناقص العقل کو خوش کر دیا ہے کہ وہ مرد کے ساتھ زندگی کی دوڑ میں برابر کی شریک ہے، لیکن یہ برابری چونکہ فطرت کے خلاف ہے اس وجہ سے مغرب فرائض و حقوق میں مساوات کے تمام تر دعوؤں کے باوجود مساوات قائم نہ کر سکا، بلکہ تجارت صنعت سیاست، تعلیم، سائنس، فوج

معاشرت وغیرہ کسی بھی شعبہ میں یہ مساوات موجود نہیں ہے۔ فطرت کے تقاضوں سے انحراف کا یہی نتیجہ ہے کہ مرد و عورت میں مساوات بھی عملاً قائم نہ ہو سکی اور دوسری طرف اسکے منفی اثرات بھی خطرناک شکل میں رونما ہو رہے ہیں کہ خاندانی نظام تباہ ہو گیا ہے، رشتوں کا تقدس پا ہال ہو گیا ہے، باہمی ربط اور موانست کے بجائے انفرادیت پسندی اور نفسا نفسی کا ماحول پیدا ہو گیا ہے، جس کا اعتراف خود مغربی دانشور کر رہے ہیں، محمد اللہ اسلام کا نظام ان تمام غیر فطری خامیوں سے پاک اور فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ جب تک قرآن کریم کے لائے ہوئے قانون عدل کو سر تسلیم خم نہ کیا جاوے اس وقت تک دنیا امن اور سلامتی کا منہ تک نہیں دیکھ سکتی، اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلاوے اور افراط و تفریط کے گمراہ کن راستوں سے ہمیں حفاظت میں رکھے۔

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبد الله بن المبارك ثنا ابن عيينه عن سهيل بن ابى صلاح عن ايوب بن بشير عن سعيد الاعشى عن ابى سعيد الخدرى قال: قال رسول الله ﷺ من كانت له ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة۔
ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس آدمی کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہن ہوں یا دو بیٹیاں ہوں یا دو بہن ہوں اور پھر اس نے انکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا، اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کا بدلہ جنت ہے۔ انتہی

حضرت ایوب بن بشیرؓ ان کا نام اور نسب ایوب بن بشیر بن سعد بن النعمان ہے۔ ان کی کنیت ابوسلیمان مدنی ہے، ان کو جناب رسول اللہ ﷺ کی روایت کا شرف حاصل ہے اور ابوداؤد وغیرہ ائمہ حدیث نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے
حضرت سعید الاعشی: یہ سعید بن عبد الرحمن بن مکمل الاعشی الزہری المدنی ہیں، ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔ (ازتحفہ الاحوذی)

فاحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة: یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو اس کے لئے جنت ہے۔

بیٹیوں سے احسان کا مطلب: یہاں احسان سے کیا مراد ہے؟ بعض کے نزدیک یہاں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کے جو حقوق اس شخص کے ذمہ واجب ہیں، وہ اچھے طریقے سے ادا کرے مثلاً حسب استعداد نان و نفقہ رہائش اور کپڑوں وغیرہ کا پورا خیال رکھے، اور ضروریات دین کے حد تک ان کو تعلیم دے اور بعض کے نزدیک اس حدیث میں احسان سے مراد یہ ہے کہ ان لڑکیوں کی پرورش میں صرف حقوق واجبہ پر اکتفا نہ کریں، بلکہ شرع کے موافق ان کے ساتھ زیادہ وسعت اور فراخ دلی سے کام لیں۔ اور ان کی احسن طرح سے تعلیم و تادیب کا اہتمام

کرے۔ اور یہی آخری قول مراد ہونا زیادہ واضح ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلا جملہ فاحسن صحبتہن حقوق واجبہ سے ان پر زیادہ وسعت کرنے کی ترغیب کے لئے ہوا اور دوسرا جملہ ”واتقى الله فيهن“ حقوق واجبہ میں کوتاہی سے باز رکھنے کیلئے ہو۔

اور علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں جو اجر و ثواب جنت ملنے کا مذکور ہے، یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان جاری رکھے یہاں تک کہ کسی مناسب جگہ میں ان کا نکاح کر کے رخصتی کر دے یا وہ بقضاء الہی فوت ہو جائیں۔

حدثنا قتیبۃ ثنا عبد العزیز بن محمد عن سهل بن ابی صلاح عن سعید بن عبد الرحمن عن ابی سعید الخدری أن رسول الله ﷺ قال! لا یكون لاحدکم ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فیحسن إلیهن إلا دخل الجنة۔ وفي الباب عن عائشة وعقبۃ بن عامر و انس وجابر و ابن عباس و ابو سعید الخدری اسمه سعد بن مالک بن سنان، وسعد بن ابی وقاص هو سعد بن مالک بن وهیب۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں ہوتی ہیں تم میں سے کسی ایک آدمی کے لئے تین بیٹیاں یا تین بہن اور پھر وہ ان سے احسان کرے، مگر وہ آدمی ضرور جنت میں داخل ہوگا۔
احسان ایک جامع اوصاف ہمہ گیر لفظ:

فیحسن إلیهن، یعنی پھر وہ شخص ان لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، اور ”الادب المفرد“ میں حضرت عقبہ بن عامرؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح آتے ہیں، فصبر علیهن، یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر صبر کیا، اور ابن ماجہ میں بھی اسی طرح مروی ہے، اور ساتھ ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے، وأطعمهن و سقاھن و کساھن، یعنی (ان لڑکیوں پر صبر کیا) اور ان کو کھلایا پلایا اور کپڑے دیئے۔ اور طبرانی کے نزدیک حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں۔ فانفق علیهن و زوجھن و أحسن ادبھن، یعنی پھر اس شخص نے ان لڑکیوں پر خرچ کیا اور ان کا نکاح کرایا اور ان کو بہتر تعلیم دی اور امام احمدؒ کے نزدیک اور الادب المفرد میں بھی حضرت جابرؓ کی حدیث میں اس طرح وارد ہے۔ یؤن یھن و یرحمھن و یكفلھن، یعنی یہ شخص ان لڑکیوں کو تعلیم دے اور ان کے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ کرے اور ان کی کفالت کرے اور طبرانی نے اس روایت میں اس لفظ کا بھی اضافہ کیا ہے۔ ”و یزوجھن“ اور ان کا نکاح کر دے۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اللہ تعالیٰ فتح الباری میں ان تمام الفاظ کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وہذہ الاوصاف یجمعہا لفظ الاحسان یعنی ان مختلف روایات میں جن متعدد اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے لفظ احسان ان تمام اوصاف کے لئے جامع ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) یعنی بہنوں بیٹوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے لئے صبر کرنا، اور ان کو کھانا پلانا اور کپڑے دینا، اور طیب خاطر کے ساتھ ان پر حسب استطاعت خرچ کرنا، ان کو ادب دینا اور علم سکھانا ان کے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ کرنا، اچھے طریقے سے ان کی پرورش کرنا اور ان کو نکاح کرانا یہ سب کچھ احسان اور حسن سلوک کے مختلف پہلو ہیں جن کو مختلف روایات میں واضح کیا گیا ہے اور مذکورہ بالا روایت میں ان تمام اوصاف کے لئے ایک جامع جملہ فیحسن البہن "ارشاد فرمایا یعنی پھر یہ آدمی ان لڑکیوں کے ساتھ احسان کرنے، گویا لفظ احسان جو امع الکلم سے ہے جو ان تمام اوصاف کو شامل ہے۔

لڑکیوں کی تین یا دو وعدہ ذکر کرنے کی وجہ: اس روایت میں تین لڑکیوں، بیٹیوں یا بہنوں کے ساتھ احسان کرنے پر جنت ملنے کو ثواب مذکور ہے، اور اس سے پہلی روایت میں بھی پہلے تین بیٹیوں یا تین بہنوں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر کثرت سے قلت کی طرف تنزل کے طور پر فرمایا، جس کے لئے دو بیٹیاں یا دو بہن ہوں اور پھر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ان روایات میں بظاہر ایک سے زائد لڑکیوں کی اچھی پرورش کرنے پر اس ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حقیقت میں تو اپنی اولاد اور اہل و عیال پر خرچ کرنا بہترین صدقہ اور ثواب کا کام ہے چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں، پھر لڑکیوں پر خرچ کرنا اور ان کی پرورش اچھے طریقے سے کرنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے چاہے ایک لڑکی ہو یا زیادہ جیسا کہ اسی باب کے آنے والی روایت میں من ابتلی بششی من البنات الخ میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن لوگوں کی طبائع عموماً ایسی ہوتی ہیں کہ ایک لڑکی پر گرانی محسوس نہیں کرتیں۔ بلکہ بسا اوقات جس ماں باپ کے بیٹے زیادہ ہوں اور بیٹی نہ ہو تو وہ ماں باپ ایک بیٹی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن بیٹیاں جب دو تین یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہیں تو انسانی طبیعت ان کی کثرت کی وجہ سے گرانی محسوس کر کے ان سے نفرت کرنے لگتی ہے اور پھر یہی نفرت اس کی طرف سے ان کے ساتھ احسان کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے، اس وجہ سے جناب رسول اللہ نے تین یا دو لڑکیوں پر صبر کرنے اور رحمت و شفقت کے ساتھ ان کی پرورش کرنے پر جنت ملنے کی خوشخبری سنائی تاکہ دل میں پیدا ہونے والی طبعی ناگواری دور ہو جائے اور مسلمان، لڑکیوں کی پرورش کو ایک عبادت سمجھ کر خوشی سے کرے اور اس تقریر سے واضح ہوا کہ تین سے زیادہ لڑکیوں کی اچھے طریقے سے پرورش کرنے والا بطریق اولیٰ جنت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جتنا مشقت بڑھ جاتی ہے اتنا ہی اجر بڑھ جاتا ہے۔

ایک صبر آزماء ابتلاء اور آزمائش: اور حدیث میں لفظ ابتلی میں اس طرف اشارہ ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں کے خراب ماحول معاشرہ اور آس پاس کے برے اثرات سے حفاظت اور ان کی تربیت کے مصارف جبکہ مستقبل میں ان سے کسی آمدنی کا امکان بھی نہیں ہر طرح کے شدائد میں ان کا پالنا اور عزت و معصمت کی حفاظت کرنا ایک

آزمائش اور ابتلاء ہے جس کو صبر و تحمل سے برداشت کرنا بہت بڑے اجر کی بات ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ:

وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سَنَانٍ یعنی حضرت ابوسعید خدریؓ کا نام سعد بن مالک بن سنان ہے وہ اپنی کنیت ابوسعید خدریؓ سے مشہور ہیں آپ اور آپ کے والد دونوں صحابی ہیں غزوہ احد میں ان کو چھوٹا قرار دیا گیا اور احد کے بعد تمام غزوات میں شریک ہو گئے۔ اور آپ مکہ میں (یعنی زیادہ احادیث بیان کرنے والے) حفاظ حدیث میں سے ہیں آپ ۴۷ھ میں وفات پا گئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ:

وسعد بن ابی وقاص هو سعد بن مالک بن وهيب: اور سعد بن ابی وقاص جو ہیں وہ سعد بن مالک بن وهيب ہیں (یعنی ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام سنان ہے۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام وهيب ہے)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس صحابہ کرام جنہیں دنیا میں نبی کریم ﷺ نے جنت کی خوشخبری سنائی تھی) میں سے تھے۔ آپ پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے انہوں نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں اسلام کا تیسرا فرد ہوں اور سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر مارا آپ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ ۵۵ھ میں مدینہ منورہ کے قریب عقیق کے مقام پر اپنے محل کے اندر فوت ہوئے۔ ان کی نعش عقیق سے مدینہ منورہ کو لائی گئی اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے نسب کی وضاحت:

امام ترمذیؒ نے اس باب میں پانچ احادیث لائے ہیں اور گزشتہ دو حدیثوں کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں پس امام ترمذیؒ نے وضاحت کے لئے ابوسعید خدریؓ کے نسب کا ذکر کیا اس میں جو التباس ہو اس کو دور کرنا چاہا تو فرمایا: وَاَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اسْمُهُ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ بْنِ سَنَانٍ وسعد بن ابی وقاص هو سعد بن مالک بن وهيب۔ یعنی یہ دونوں حضرات نام اور ولدیت میں مشترک ہیں ابو سعید خدریؓ کا نام سعد اور ان کے والد کا نام مالک ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کا بھی نام سعد اور والد کا نام مالک ہے لیکن دادا کے نام سے ان دونوں کے درمیان فرق ہو سکتا ہے کہ ابوسعید خدریؓ کے دادا کا نام مالک ہے اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دادا کا نام وهيب ہے اس وجہ سے امام ترمذیؒ نے ابوسعید خدریؓ کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ کا نسب بھی ذکر کیا۔